جناب مولانا فداء محمد صاحب ایم اے
(یار حسین)

پچاس سال میں مختلف ادوار کا ایک سرسری جائزہ

۱۴ اگست ۱۹۹۷ء کو پاکستان کے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں اور حکومت پاکستان نے ہر پہلو سے پاکستان "گولڈن جوبلی تقریبات" منانے کا عزم کر رکھا ہے۔ مگر ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے کہ پچاس سال کے لمحات اہل وطن پر کیسے گزرے۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو روحانی اور معنوی اعتبار سے اس پچاس سالہ سفر کا لمحہ لمحہ عذاب میں گزرا۔ کچھ لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ بہت نامرادیوں کی باوجود مجموعی طور پر یہ سفر حوصلہ افزا رہا۔ اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ بیماریوں کے طوفان تھے، تیل کے چراغ بجلی کے قمقموں میں تبدیل ہوگئے۔ رہٹ اور چرخیوں والے کنوئیں اب ٹیوب ویلوں میں تبدیل ہوگئے۔ مشینیں انسان کی دست و بازو بنتی چلی جارہی ہیں پس ماندہ پیشوں کو نیا وقار مل گیا۔ آبادی میں اضافہ ہورہا ہے۔ دیہات قصبوں اور قصبے شہروں اور شہر بڑے شہروں میں تبدیل ہوگئے۔ تحصیلوں، ضلعوں اور ڈویژنوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ ہر جگہ لوگوں کا ہجوم نظر آرہا ہے۔ زرعی اور صنعتی پیداوار میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ لوگوں کی آمدنیاں بڑھ گئیں ہیں۔ جس سے لوگوں کے معیار زندگی میں اضافہ ہوا ہے۔ آج کی یہ حالت اور منظر پچاس سالہ قبل کے یاس اور وحشت ناک حالت سے بہت مختلف ہے۔ یہ حالت ملکی باشندوں کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اور اہل وطن کے عزم اور عمل کے چراغوں کی روشنی میں اضافہ کرتا ہے۔ مگر تصویر کا دوسرا رخ اگر دیکھا جائے تو مملکت پاکستان میں معاشی اور مادی ترقی کے ثمرات کی غیر منصفانہ تقسیم، بے انصافی، ظلم، بے ایمانی، بدعنوانی اور تشدد کے سلسلے پہلے کے مقابلے میں "ترقی" کے راستے پر گامزن ہیں۔

غالباً صفحہ ہستی پر ہم ہی واحد قوم اور ہمارا ملک واحد ملک ہے۔ جسکے ارکان شہریوں کی ایک بڑی تعداد اپنی قوم کو برا کہنے اور اس کے رہنما اپنے ملک کو توڑ دینے کے نعرے لگاتے ہیں۔

اور اپنی آزادی کو باعث عار سمجھتے ہیں۔ اور اس نظام کے مقابلے میں انگریزی نظام کو ترجیح دیتے ہیں ملک کی پچاس سالہ تاریخ میں سیاسی نظام کی ابتری اور خستہ حالی کی ایک بڑی دلیل یہ ہے

حکمرانوں کی نظر عبرت وا نہ ہوئی۔ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پیپلز پارٹی اور دوسری لادینی قوتوں کی طرح حکمرانوں نے بھی محاذ آرائی شروع کردی۔ اور حکمران ٹولے نے لیاقت علی خان کے دور کو پھر دھرایا۔ حکومت سمیت ایم۔ آر۔ ڈی کی تمام سیاسی جماعتوں نے "شریعت بل" کی مخالفت کی

۱۹۸۸ء میں جب الیکشن ہوا۔ تو ملک کی تاریخ میں پہلی بار اہل وطن کے سر اسلامی ریاستوں کے سامنے ندامت سے جھک گئے۔ اسلام کی تاریخ میں پہلی بار شرمندگی اور رسوائی کا سیاہ ترین باب قائم ہوا۔ ہم پر عورت کی حکمرانی شروع ہوئی، ایسی عورت سے ملک کی نظریاتی اساس کے تحفظ کا یقین رکھنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ اس دور میں ملک کے اندر فحاشی اور عریانی کی لہر دوڑنے لگی۔ کرپشن اور بدعنوانی کا دور شروع ہوا۔ تین سال کے اندر اندر اس نسوانی حکومت نے ملک کو تباہی کے راستے پر گامزن کردیا۔ تین سال بعد اپنی آئینی مدت پوری ہونے سے پہلے غلام اسحاق خان نے اس حکومت کو فارغ کردیا۔

۱۹۹۰ء میں آئی۔ جے۔ آئی کی حکومت قائم ہوئی۔ مگر اس دور میں بھی اسلامی نظام کی طرف کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ نواز شریف نے آئی۔ جے۔ آئی میں شامل جماعتوں کو نظر انداز کردیا۔ آئی۔ جے۔ آئی کے منشور پر عمل نہیں کیا، جس کے نتیجے میں ان کی حلیف جماعتیں ان سے علیحدہ ہوگئیں اور خود حکمران جماعت بھی دو حصوں میں بٹ گئی۔ مسلم لیگ میں ایک اور ٹولہ چٹھہ گروپ کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور نتیجتاً ان کی حکومت بھی ختم کردی گئی۔

۱۹۹۳ء کے الیکشن میں ایک بار پھر ہم پر نسوانی حکومت مسلط ہوگئی۔ اس حکومت نے پاکستانی مسلمانوں کی ساکھ کو کافی نقصان پہنچایا۔ رشوت اور بدعنوانی میں پاکستان دنیا کا دوسرا کرپٹ ملک بن گیا۔ میڈیا کے ذریعے پاکستانی نسل میں بے حیائی پھیلانے کے پروگرامز شروع کردیئے گئے، ڈش انٹینا ملک میں عام ہونے لگا۔ ملک میں افراتفری شروع ہوئی۔ ملک کے باشندوں کی نظر میں قانون کی وقعت ختم ہوگئی۔ 4 نومبر 1996ء اس نسوانی حکومت کا آخری دن تھا۔

قیام پاکستان سے لیکر ابتک ہم نے کیا کچھ حاصل کیا؟

اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ پچاس سالوں میں پاکستان نے کیا حاصل کیا اور کیا گنوایا؟۔ سیاسی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو کسی بھی سیاسی پارٹی نے آج تک اپنی آئینی مدت پوری نہیں کی ہے۔ اس سے ہمارے سیاسی نظام کی خرابی واضح ہوتی ہے۔ جب ان پچاس سالوں میں ہمارا سیاسی ڈھانچہ درست نہیں ہوا تو معاشی ڈھانچہ کسطرح درست ہوجائے گا؟ کیونکہ ایک مستحکم سیاسی نظام ہی ایک

مستحکم معاشی نظام نافذ کر سکتا ہے ۔ آج ہم 22 سو ارب روپے کے مقروض ہیں ۔ اس ملک کے چار کروڑ انسان غربت کے انتہائی نچلے درجے سے بھی پست درجے کی زندگی گزار رہے ہیں ۔ سات کروڑ آبادی کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ۔ ساڑھے سات کروڑ لوگوں کو علاج معالجے کی سہولتیں عدم دستیاب ہیں ، ساڑھے نو کروڑ عوام کو حاجت رفع کرنے کیلئے پردہ دار جگہ اور گندے پانی کے نکاس کے وسائل حاصل نہیں ۔ ہر سال آٹھ لاکھ بچے موت کے شکار ہوجاتے ہیں ان میں آدھے بچے پوری اور صحت مند غذا میسر نہ ہونے کی وجہ سے فوت ہوتے ہیں ۔ شرح خواندگی کے لحاظ سے ہمارا ملک دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے ۔ پاکستان دس کروڑ بالغ باشندے ناخواندہ ہیں ۔ دو کروڑ بچوں کو ابتدائی تعلیمی سہولتیں بھی دستیاب نہیں ہیں ۔ اور جو بچے پڑھ رہے ہیں ان میں نصف پانچویں درجے سے آگے نہیں جاتے ۔(خبریں ۱۵ جولائی ۱۹۹۷)

زراعت کے حوالے سے دیکھا جائے تو گندم میں ہم ابھی تک خود کفیل نہیں ہوئے ۔ حالانکہ ہماری زرعی زمین کا نصف سے زیادہ حصہ پچاس ایکڑ یا اس سے زیادہ رقبے کے ٹکڑوں پر مشتمل ہے ۔ اور یہ امیروں اور جاگیرداروں کے قبضے میں ہے ۔ دفاع میں ہم ابھی تک اپنے دشمن سے پیچھے ہیں ۔ ابھی تک ہمارے پاس بحری بیڑا نہیں ہے ۔ دوسری طرف ہمارے وزیراعظم صاحب نے میڈیا پر لوگوں کو بتایا کہ میں سرکاری خزانے کو ذاتی اخراجات کیلئے استعمال نہیں کروں گا ، لیکن موجودہ بجٹ میں تو وزیراعظم کے گھر کے لئے ایک بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اگر حساب لگایا جائے تو وزیراعظم کے اخراجات کا یومیہ خرچہ (پچھتر لاکھ روپے) آتا ہے ۔ اسی طرح سربراہ مملکت کے دفتر اور ایوان صدر کیلئے 108 بلین روپے مختص ہیں ۔ جن سے 35 لاکھ روپے یومیہ آتا ہے ۔ کیا ہمارا غریب ملک اتنی بھاری قیمت پر یہ خمیازہ اٹھا سکتا ہے؟

اگر ان 50 سالوں کی مجموعی حالت پر نظر ڈالی جائے ، تو پاکستان نے پایا کم ہے اور کھویا زیادہ ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اس ملک کے سیاسی استحکام کا راز کیا ہے ؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس نظریے کی بنا پر پاکستان وجود میں آیا ہے اس نظریے کے بغیر اس ملک کی سیاسی استحکام ناممکن ہے ۔ کیونکہ اس پچاس سالہ تاریخ میں ہم نے دیکھا کہ 24 سالہ دور مارشل لاء نے بھی اس ملک کو معاشی اور اخلاقی طور پر مستحکم نہیں کیا اور 26 سالہ جمہوری حکومت نے بھی ملک میں عدل وانصاف کا نظام رائج نہیں کیا ۔ اسلئے اب صرف ایک نظام باقی ہے اور وہ ہے اسلامی نظام ۔ جبتک اسلامی شریعت کو نافذ نہ کیا جائے اس ملک کو سیاسی ، معاشی اور اخلاقی استحکام نصیب نہیں ہوسکتا ۔